

AKHBAR
OUDH PUNCH
جلد ہشتم
Volume. VIII
1923 LUCKNOW ۱۹۲۳
اودھ پنچ لکھنؤ
अखबार अवध पंच लखनऊ

ہر بیماری کا علاج خود کرلو

جو صاحب حکیم تلسی پرشاد گرہال کی بنائی ہوئی کتاب مجربات تلسی کا بغور مطالعہ کرینگے وہ بیتی اور دوسروں کی ہر ایک بیماری کا علاج نہایت ہی عمدگی کیساتھ کرنے کے قابل بنجا وینگے اور اگر وہ چاہیں گے تو اسکے ذریعہ وہ اوہ علاج میں سیکڑوں روپیہ کمانے لگیں گے کیونکہ اسمیں وہ وہ نایاب نسخے درج ہیں جو کوڑیوں میں تیار ہوتے اور اشرفیوں کے فائدے دکھلاتے ہیں قیمت فی کتاب مجلد ۱۲ علاوہ محصول۔

مفت لو۔ جو صاحب اس شریف دواخانہ کا خریدار ہونگے انکو چھ ماہ تک نسخہ صحت نامی رسالہ مفت بھیجا جاویگا

المشتہر منیجر دفتر نسخہ صحت علی گڑھ شہر یوپی

فرنچ طلاء۔ کجی لاغری اور کمزوری کے لیے نفع بخش ہے اور جدید قوت پیدا کرتا ہے۔ تندرست اور صحت والوں کے لیے عجیب تماشا دیکھاتا ہے کوئی تکلیف نہیں ہوتی اور دوران کیفیت خاص محسوس ہوتی ہے۔ چند روزہ استعمال سے پوری شادمانی حالت پیدا ہو جاتی ہے قیمت فی بکس ۵ نمونہ کا بکس صرف ۱ مع محصول ڈاک۔

مارٹل اینڈ کمپنی پوسٹ بکس نمبر ۹۳ رنگون ملک برھما

رقت منی اور نامردی کے لیے

مدن منجری گولیاں

یہ دوا عرصہ تیس سال سے تمام دنیا میں شہرت حاصل کرچکی ہے یہ دوا منی کو گاڑھا کرتی اور احتلام یا کسی وجہ سے منی کو خارج ہونے سے بند کرکے مجامعت کی قوت بڑھاتی ہے۔ بوڑھے کمسن سال مرد کو بھی نئے سرے سے جوانی بخشتی ہے۔ قیمت ۴۰ گولی کی ڈبیہ چھوٹی ڈبیا ۔ بارہ ڈبیہ ۱۰ علاوہ محصول۔

مفت - مفت

وید ودیا

دولت تندرستی اور لڑکوں نسل کی پیدائش کے بارہ کی تعلیم بتلانیوالی کتاب مع صحت کی ہاں محصول ڈاک منگالیجئے ہمیں ایماندار ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ ملنے کا پتہ

راج وید نارائن جی کیشو جی ہیڈ آفس جامنگر کاٹھیاواڑ برانچ بمبئی کلکتہ مدراس

سرکار نے رجسٹری کیا ہوا

سدھا سندھو

بلا نوبان کی دوا

کھانسی، دمہ، سوکھا، جاڑا، بخار، بدہضمی، اسہال وغیرہ کی دوا ہے۔ بچوں کے ہرے پیلے دست دودھ پھینکنا وغیرہ مرضوں کی بے مثال دوا ہے جس کے صرف چند قطرے پانی میں ڈالکر پینے سے ایک ہی خوراک میں پورا فائدہ ہو جاتا ہے قیمت فی شیشی ۸ آنہ ڈاک خرچ ۔ بارہ شیشی ایک ساتھ خریدنے سے ڈاک محصول معاف۔ وید ڈاکٹر حکیم اور عطاروں کو نمونہ مفت ملے گا۔

دردرفع ہی کیسری ناشنی داد کی دوا

بلا تکلیف جلن اور خارش کے داد، چمبل، کھجلی وغیرہ کو دور کرنے والی یہی ایک دوا ہے قیمت فی شیشی ۳ آنہ بارہ شیشی ایک ساتھ منگانے سے ڈاک خرچ معاف۔

بال سدھا

کمزور اور دبلے پتلے۔ اکثر بیمار رہنے والے بچوں کو موٹا تازہ اور طاقتور بنانا ہو تو اس بیش قیمتی دوا کو منگا کر پلایئے قیمت فی شیشی ۱ ڈاک خرچ ۔

بڑی فہرست ہر ایک کو منگانے پر مفت ملے گی ہر شہر میں ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔

پتہ سکھ سنچارک کمپنی متھرا

روزانہ اخبار الیشیا دہلی

یہ اردو کا روزانہ اخبار ایسی شان سے نکل رہا ہے کہ ملک کے اردو، ہندی اور بڑے بڑے انگریزی اخبارات نے بھی اسکی تعریف کی ہے آزادانہ اور قابلیت کے ساتھ ملکی اور قومی وغیرہ معاملات پر بحث کیجاتی ہے روزانہ تار برقی کا ایسوسی ایٹڈ پریس سے براہ راست انتظام ہے۔ ولایت کے اخبارات سے چیدہ مضامین کے ترجمے نکلتے ہیں۔ اہل ملک میں قومی جوش پیدا کرنے کیلئے گذشتہ ہندو تواریخ کے حالات کا روزانہ ایسا سلسلہ نکلتا ہے جو ابھی اخبارات میں نہیں نکلا۔ دنیا بھی کی خبروں کا مجموعہ ہے گذشتہ تواریخ اسلام کا بھی ایک سلسلہ ہر روز نکلتا ہے اس اخبار کو بہت پسند کیا گیا ہے۔ اسکے ایڈیٹر مشہور کہنہ مشق اخبار نویس شرما جی رائے صاحب راج نرائن جی ارمان دہلوی کوشٹ مناستری ہیں۔ اپنے نام سے اہل ملک بخوبی واقف ہیں آپ اسکا نمونہ مجھ سے منگا کر دیکھئے۔

(منیجر روزانہ اخبار الیشیا دہلی)

دنیائے صحافت میں حیرت انگیز اضافہ

روزنامہ

"انقلاب زمانہ"

کلکتہ سے روزانہ زمانہ کے دفعتاً بند ہو جانے پر ملک اور قوم کا جو متفقہ و متحدہ اصرار ہوا اسکو پورا کرنے کے لیے یکتائے زمانہ، مشہور روزنگار، اہل قلم مولانا کیفی چریا کوٹی سابق ایڈیٹر "زمانہ" کی قلمی سرپرستی میں نئی شان اور بالکل انوکھے انداز کیساتھ نکل رہا ہے۔

"زمانہ" نے مولانا کی سرپرستی کے جو چند دن لیئے تھے انہیں میں نے ملک کے اندر جو قابل فخر اقتدار حاصل کرلیا تھا اسکی اظہار کی ضرورت نہیں۔ انقلاب زمانہ اسی جادو رقم قلم کی آبیاری سے سرسبز و شاداب ہے۔ ہمیں اضافہ یہ ہوا ہے کہ عربی، ترکی، فرانسیسی، جرمن اخبارات کی خبریں براہ راست حاصل کرنے کا خاص انتظام کیا گیا ہے۔

ملک کے اندر اس آب و تاب کا اور اتنی زبانوں سے ترجمہ اور اقتباس کرنیوالا دوسرا اخبار نہیں کافی سرمایہ اور وافر سامان اس کے لیئے مہیا کئے گئے ہیں۔

ایک اخبار میں اگر ہر قسم کی دلچسپی کا لطف اٹھانا ہے تو انقلاب زمانہ دیکھئے۔

چندہ سالانہ ۱۰ ششماہی ۵ سہ ماہی ۳ روپیہ اخبار کی حیثیت سے کچھ نہیں۔

منیجر "انقلاب زمانہ"

سراج بلڈنگ ۱۰ جیت پور روڈ کلکتہ

جلد ۸ نمبر ۳۷

پنچ رل خدا ـ خدا رل پنچ

بیعہ ۲۰ ستمبر سنہ ۱۹۲۳ء

دُبدھا میں دونوں گئے مایا ملی نہ رام

ہمارے شاستری صاحب کی حالت بھی قابل رحم ہے۔ وہی مثل ہے۔ نہ خوش شناوندہ از ننگ پوسٹ رکھ ند اخبار، شاستری صاحب پر وطن پروری کی تہمت رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ مسئلہ کینیا کے متعلق جو اضطراب پیدا ہوا ہے وہ بھی اس بغاوت کا ایک جزو ہے جس کا تخم ہندوستان میں اگا ہے یعنی یہ تخم شاستری کی آبیاری سے پھیل رہا ہے۔ وہ شاستری پر اعتراض وارد کرتا ہے کہ ؎

یاد جاناں نہ جاں یابست دل بند بشکن
کار عاشق نیست رنگ دل بدل بر بشکن

بجا یا بھی مشین اور رنگ ستم کے ساتھ وفاداری کا جو علم مشکل ہے کہ یہی اعتراض یعنی حکومت ہند اور سلاٹر ریڈنگ پر بھی وارد ہوتا ہے۔ مسئلہ خلافت اور مسئلہ کینیا کا بس و پیش سے کیا ہوا ہے۔ اب اگر شاستری صاحب اور ہمارے دوست لارڈ ریڈنگ مجبوری کی حالت میں حسب حال یہ شعر گائیں ؎

کس کی منت میں گنوں آپ کو شتاب لے شیخ
کہہ کے کہ ہو گئے مسلمان بھگو

سیکھم سیکھ پردیس سیکھ

سنتے ہیں کہ شنگھائی (چین) میں چینی قزاقوں نے دو پادریوں کو مار ڈالا جن کا تعلق پنچ مشن سے تھا۔ اب یہ نہیں معلوم کہ پادری کس ملک کے تھے۔ وہ جس ملک کے ہوں اسے لازم ہے کہ ان لٹیروں سے سبق لے اور چین پر دھاوا بول دے۔ "ابے ماؤ" کر سلام، ناک پیار گلی سکو تین مرتبہ گھوم۔ کھل گئی تو بازی گیا ورنہ ہم سارا ملک ضبط کر لیں گے۔

بڑے کی جان کی قسم میدان بھی خالی ہے یعنی جاپان کو میدان جوار بھوری وزلزلہ میں جاپانی بحال ہے کیا معنی کہ پیر خود ہی دردمند ہیں شفاعت کسی کی کریگے۔

دودھڑ

(نمبر ۲)

لینا پکڑنا جانے نہ دینا ابھی ایک دودھڑ رہ گئی۔ ہمارے پرانے دوست میاں اگلیل سجنور نے مزے کی دودھڑ سنائی ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ پلول ضلع گوڑگاؤں کے مہتروں نے سکھانے بھڑکانے سے مسلمانوں کا بائیکاٹ کر دیا۔ ایک دم کہا کہ ستھرائی دینا موقوف۔ بات معقول ہے۔ جب شدھ ہو کر ہندوؤں میں شامل ہونے کے بعد غلیظ کون اٹھائے۔ غلیظ بھی کس کا مسلمانوں کا۔ کوئی پاک طاہر گوشت تو کھاتے بھی مسلمان ٹھہرے۔ غلط فرمائش یا بیچ اب جو مکان سڑنے لگے تو معاشی ناک نہیں دی جاتی سنیے سیلٹی سے شکایت کی وہاں سے جواب ملا ہم کیا کریں یاروں کی کثرت رائے نے فیصلہ کر دیا کہ قومی حیثیت سے بائیکاٹ ہے اس معاملہ میں انگریزی ڈالی کے واسطے چھینٹیں کون لے۔ حکام خالی خولی حکمرانی کے لیے ہیں ان سے مہترانی کا کام بھلا کون لے سکتا۔ آخر مجبور ہو کے مرتا کیا نہ کرتا ایک سید زادہ بزرگ سید اکبر علی اور دوسرے فخر الدین صاحب نے اعانت کا بیڑا اٹھایا۔ مہینا پانچ چھ روز تک ہمت کے جھاڑو پنجے سے صفائی کی اسکے بعد مولوی عبدالعزیز صاحب آگرہ سے خیفان مسلمان مہتر ایک درجن پکڑ لائے اب تک یہ بیچارے صفائی کر رہے ہیں اب سنیے کہ ادھر تو سید صاحب نے سیاہ رنگ کے ساتھ خدمت خاکساری کی دودھڑ بچھائی ادھر مہتروں نے بھی دودھڑ کی یوں پس لگائی کہ بائیکاٹ میں کو پھر سماں بھی راضی رہیں لگے خوشامد کرنے۔ جہان جی خوب سمجھے وہ ہنکے میں کیوں آتے انکار کر دیا۔ جواب سنتے ہی پلول کے مہتر یاران وطن کے پاس گئے۔ اب تو دوڑی یہ جھاڑو پھر کوئی کام ہو تو سوچی ہے بتایئے آپ جانیے دیناولا تاگ ہیا مہبت

بڑی چیز ہے عمر بھر کی کمائی کے عوض دو تین من غلہ دے دیا اور کہا جاؤ ہم نے اس لیے بیاہی تھوڑی ہی بنایا تھا کہ زندگی بھر کا ٹھیکہ لے لیں۔ بادوئیہ تو خالی خولی دودھڑ تھی۔ دیکھیں برا لاد ... کیا برا ہو گا)۔

کانگریس کا دو زرقہ جو معتدل کہلاتا ہے

کانگریس کا دو زرقہ جو معتدل کہلاتا ہے دودھڑ کے جادۂ ہمہ گیری پر کام زن تھا کہ چت بھی اسی کی رہے پٹ بھی اسی کی رہے۔ مثلاً کوئی صاحب غرض ذاتی یا نام نمود کے شیدائی لیلائے کونسل پر عاشق ہوئے آپ جانیے ہی کونسل وہ عشاق ہے حلف لیے بغیر گھر میں قدم رکھنے نہیں دیتیں اور معشوق کا عام خاصہ بھی یہی ہے۔ بس حلف اٹھایا کہ آپ کا تو ہو کے کسی کا نہ ہو دیکھیے اس وفادار کو ذہنی غلامی میں پھنسے مگر جن لوگوں کی جانب سے حق نیابت و وکالت ادا کرنے گئے تھے اتفاقاً ان پر کوئی مصیبت پڑی اور فریاد و شکایات کی آواز آئی یا کوئی شورش اطمینان شکن خبر کانوں تک پہنچی عاجز ہوئے جز بز ہوئے۔ ہندوستانیت کے علاوہ رحم نے مجبور کیا یا بقول غالب ؎

کچھ تو کہیے کہ لوگ کہتے ہیں
آج غالب غزل سرا نہ ہوا

ہندوستانی کے الزام پر تیہا آیا تو اچھا پچھتا کے دہی چلتا ہوا مسکن خلاف نسخہ لکھا جسے عوام "سوال" کہتے ہیں اور مولانا پنچ کی زبان میں مرغ لوشی اور بیگار ست موسوم ہے۔ لکھنے کے بعد اجلاس کونسل سے قبل اخباری کاغذوں کے سہارا کر ریاں ہم بہت نکتہ چینی کرتے تھے دیکھو ہم خلق اللہ کے بھی خواہ ہیں ایسی جلاوت اور شجاعت سے سوال کرنے جاتے ہیں کہ تم بھی حیران رہ جاؤ۔ اب یہ کہنا کہ ہم محب وطن نہیں یا اپنے فرائض سے غافل ہیں بقول الراقم اخبار نویس صاحب منہ پھیلائے نئی کٹ کے شوق میں بیٹھے ہی تھے کہ انھوں نے دینا منتظر سلامت دیکھا اور سوال جواب دیا سرکاری علی قوم سے گھرائی مسٹر جی پنجاب کی بہت دلی

نہیں یاد نوٹ فرمائیے کہ معلوم ہوا ہے کہ مسٹر پنٹا دیا کی اجلاس کونسل میں ذیل کا سوال پیش فرمانے والے بحیثیت ممبر شپ پیش فرمائینگے۔ "کیا گورنمنٹ براہ مہربانی بیان فرمانے کی تکلیف گوارا فرمائے گی کہ ویران آبادی گورنمنٹ کو اس سے کتنی مرتبہ اندھیرے میں گھور اور خواب میں کے بار گھورنا چاہتا ہے؟"

جب تک اجلاس کی تاریخ آئے آئے اس وقت تک خوب خوار صفت ہوئی۔ واہ صاحب واہ کیا بڑھ کے لاد لائے ہے۔ واقعی یہ ایک اہم سوال ہے مگر جب جواب کا وقت آیا اور گورنمنٹ نے ذرا سی غراتے ڈپٹے دکھا کے آنکھیں نکالیں اور کہا کہ یہ سوال بالکل وفاداری کے شرائط محترمہ کی خلاف ورزی ہے آنریبل ممبر کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس مسئلہ کے تفاصیل کو سینہ پر رکھنا یا اس کا اعلان کرنا مصلحت کے خلاف ہے تو فوراً آنریبل ممبر صاحب نے منہ میں رومال ٹھونس لیا۔

اب اس اعتدالی دودھ کو کسی قدر ٹھنڈا کیا جاتا ہے اور بعض معتدلین استعفاے خدمت کی دھمکی بھی دینے لگے ہیں بلکہ بعض نے استعفا دے بھی دیا۔ دودھ کی شنت یوں ادا فرمانے لگے کہ گورنمنٹ تو اچھی ہے مگر اس کے اعمال برے ہیں وہ ہمارا اعتبار نہیں کرتی لہذا ہیچ پوچ خوار نصیحت کھائی۔ اگر کسی نے استعفا دینے پر پبلک کے سلام کیا تو جھینپے اور دل میں کچھے مگر دو دو حضرتوں چالاکی کہ حضرت آپ سلام کیا کرتے ہیں ہم نے استعفا اس وجہ سے تھوڑی دیا ہے کہ ہماری رائے میں حالات ناقص ہیں ابھی ہمارا ایمان اب بھی یہی ہے کہ جو کچھ ملا ہے وہ کافی سے زیادہ ہے ہم نے تو بعض ناقابل بیان وجوہ سے استعفا دیا ہے۔ چلیے خفت مٹی۔ معتدلین میں سے کئی افراد کا حشر یہی ہوا۔ لیکن ؎

دور مجنون گزشت نوبت ماست

ایک مرتبہ سلامتی سے ہماری کانگریس نے دخول کونسل کی تجویز قبول فرمائی ہے۔ سوچئے ان معتدلین کا حشر کیا ہوتا ہے نظام برابر ویسا ہے گورنمنٹ ایک ہے ترمیمیں وہی ہیں ان کا حشر بھی وہی ہوگا جو معتدلین کا ہوا ہے دودھ کی ترکیب بدل جائے گی یعنی وہ کہتے تھے کہ استعفا کے وجوہ ناقابل بیان ہیں۔ یہ کہیں گے کہ یعنی ہم تو یہ سمجھ کے گئے تھے کہ کونسل میں ہمارا ہے اور اصلاحات وعدیات بھی چنگی میں اڑا دو ہے مگر پڑ گئے تھے اتمام حجت مد نظر تھا۔ ہم کوئی کانگریس کی ضد و ضد سے تجاوز کرنے تھوڑی جاتے ہیں۔ سوراج کو دخول کونسل سے کوئی علاقہ ہے۔ ہم تمام کارروائی کو معطل کرنے گئے تھے لفظ تمام عمل کی ضد کی کاروائی میں مودوا انکا مقصود اصل تھا۔

ادھر جناب فرماتے ہیں کہ یہ بھی ایک دودھ کی ہرگز چلنے والی نہیں جیسی حکومت کا سامنا ہے ایسی دودھ کی اس کی جیب میں سیکڑوں پڑی جھلی ہیں ان دو کو کفر کے ارکان بہ نسبت ہم سے زیادہ معلوم ہے۔ جن صاحب پر بھی پانے سے دی نازل ہوئی کہ دخول کونسل اور معاونت حکومت دو متضاد چیزیں نہیں ہیں وہ دھوکے میں ہیں وہ دودھ میں پھنس گئے ہیں۔ وہ اس دو کے کو دودھ میں پھنساتے ہیں جو [illegible] کے پیدا کیا گیا تھا۔

مضامین غیر

صورت و سیرت

گندم نما۔ جو فروش

یا رب یہ۔ تماشہ دیکھے کیوں؟ شہر کے اندیشے سے! ماشاءاللہ خواہ مخواہ زمانہ کی گردش دیکھ کے دل کھولتا ہوتا ہے۔ اگر کوئی ہم سے پوچھیے کہ دینی انحطاط کا تری سبب کیا ہے تو ہم صرف یہی کہہ سکتے ہیں کہ جب دنیا دین کا بھیس بدلے تو سمجھو کہ بی رشید احمد صاحب نیمہ ڈیڑھ اور چاند کے جیتی ہو میں اعتبار جاتا رہا۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے نہ تازہ واقعہ ہے۔ اکثر مکاروں نے دینداری کے پردہ میں دنیا حاصل کی۔ مگر آجکل کا اندھیر گلے زمانہ کے اندھیرے سے بھی زیادہ بڑھ گیا ہے۔ یعنی کسی عالم کا مکار ہونا اندھیر ہے اور ضرور ہے مگر اس دھوکے دھڑی میں بھی علم کا حصہ اہل دنیا کو کچھ سوچنا چاہیے تھا۔ اگلے زمانہ والے خدا بخشے اگر فساد پر آمادہ ہوتے تھے تو اس فساد کے جھگڑے میں علم اور عقل کی کوئی جوت لیتے تھے گمراہی کی چوٹی میں علم کا کمی لگانے سے نور لطف آتا پیدا ہو جاتا تھا لیکن نئی لال علم بھی رخصت ہوگیا ہے پڑھتے نہ لکھے نام محمد فاضل ستمبر علما کا روپ بدل کے میدان ہدایت و ضلالت میں چپیڑے بدل رہے ہیں۔ یعنی والله یہ مصیبت قابل برداشت نہیں ہے خصوصاً جبکہ ایسے گنجا بھگتوں کا قول نافہم پبلک میں مقبول ہونے لگے۔ بیچارا سعدی کہہ گئے ہیں "محال است کہ ہنرمنداں بمیرند و بے ہنران جائے ایشان گیرند۔" اگر وہ آج زندہ ہوتے تو ہم انہیں ایسے بے ہنروں کی صورت دکھا کے قائل کرتے جنھوں نے ہنرمندوں کی جگہ پر غاصبانہ قبضہ کرلیا اور سلامتی سے قبولیت کا ڈنکا بجا رہے ہیں۔

دستار فضیلت بر سر قمیص جہالت و قبائے بیحیائی در عبائے مکر و در پر تصور جہالت ستر پوش عریانی۔ ذاتی شیطان ہونے کے باوجود لاحول پر زبان۔ گناہ بے گناہ کیے جاتے ہیں پھر بھی استغفراللہ کی گردان شیطان کی نا ہموار پٹری اور لبوں کے قریبی ساتھ جاری ہے۔ مقلد اور مرید قناعت قدم بوسی دل بہا یہ اسطرح گھیرے بیٹھے ہیں جیسے لاش کے گرد گدھ۔ کسی نے پوچھا حضرت صبح کی نماز میں کتنے رکعتیں ہیں؟ فرمایا تین۔ دوسرے نے کہا کہ جتنے تو دو سنی تھیں۔ جھلا کے جواب دیا جو صرف دو رکعتوں پر رضامند خدا وہ مجھ پر کیا رضامند ہوگا۔ حاضرین نے کہا آمنا وصدقنا۔ یا کسی نے پوچھا کہ نماز جنازہ میں سجدے کے وقت پیشانی سے خون آنے لگے تو کیا فرمانے لگے کہ پھر سے وضو کرکے سجدہ ادا ہو جائے گا سامعین کو وجد آگیا کہ مولانا نے کیا خوب اجتہاد فرمایا! یہ نہ سمجھے کہ نماز جنازہ میں سجدہ کون کرتا ہے۔ یا کسی نے دریافت کیا کہ مسجد میں بچے نے پیشاب کردیا ہے زمین کی تطہیر کیونکر کی جائے تو جواب دیا کہ سطح زمین سے تا سقف مسجد روٹیاں بھروا کے راہ خدا میں صرف کردو۔ اور جب یہ معلوم ہوا کہ مسجد میں پیشاب

کرنے والا خود مولانا کا صاحبزادہ ہے تو بانس میں ایک رولی باندھ کے مسجد کی چھت سے لگائی اور تیر کو دے دی۔ یعنے چھت تک رولی پہونچ گئی۔

پھر مزا یہ ہے کہ کسی کام میں بند نہیں خطرۂ ایمان بھی ہیں اور وقت پڑے تو خطرۂ جان بھی بننے کو موجود۔ جیسا دیس ویسا بھیس۔ زمانہ نے ایسے ملا بھی پیدا کر دیے ہیں جو عمر بھر شکسپیر ملٹن ہربرٹ اسپنسر پر فدا رہے اور بیک گردش زمانہ ارشاد و اجتہاد کی مسند پر براجنے لگے۔ ایک ایسی ذرّیت مآب مولانا سے انکے مرید نے پوچھا کہ سنتے ہیں قبر میں دو فرشتے آئیں گے اور امتحان لینگے مولانا نے جواب دیا کہ ہاں یہ ہولی اگزامینیشن (مقدس امتحان) ضرور ہوگا

مرید۔ مگر سوالات کا پیپر آؤٹ ہو چکا ہے۔ پس اس امتحان کا اعتبار ہی کیا؟

مولانا۔ اعلےٰ تعلیم کا یہی قاعدہ ہے کہ سوال پہلے سے بتا دیا جائے۔ کتابیں دیکھو اور دماغ پر زور دے کے جواب لکھ ڈالو۔

مرید۔ ایک بے قاعدگی اور بھی ہے کہ سوال اس زبان میں کیا جائے گا جو اسکولوں میں پڑھائی نہیں جاتی۔ اور ساری دقت اسے ہوگی جو کبھی پڑھتے نہیں ہیں۔

مولانا۔ بیشک تم فرشتوں سے عذر کر سکتے ہو کہ اریبیا (عرب) کی تاریخ سے کوئی سوال نہ پوچھیں کیونکہ وہ نصاب تعلیم میں داخل نہیں ہے۔

مرید خوش ہو گیا کہ امتحان سے چھٹی پائی [illegible] صاحب کو حق سوال بھی نہ رہا۔

تمہید بیشک طولانی ہے اسے چھوڑیے۔ پنچ جناب کو اس وقت ایک مولانا کا تذکرہ کرنا ہے۔ یہ حضرت کچھ یوں ہی سے پڑھے لکھے ہیں۔ خالی دنوں میں [illegible] بیماریوں کے زمانہ میں طبیب اور محرم میں محدث بھی بن جاتے ہیں۔ چند نسخے کسی نے کانٹے کے دیدیے ہیں اسلوناتیہ کی بیماری کا نسخہ [illegible] دھر [illegible] کا [illegible] سال کا [illegible] پڑھتا [illegible] کتاب [illegible] تقدیر [illegible] کسی تعویذ [illegible] کا نام پوچھا

اور بلائے ناگہانی کی طرح ڈٹے پڑے جہاں [illegible] میں تیز مہمان " دو روٹیاں دونا [illegible] مرثیہ خواں ہیں ابھی داروغہ صاحب حضور کو خبر کر دیجیے کہ مولانا [illegible] شہادۃ الفضلا تشریف لائے ہیں حضور نے بلفظہ مہمان نوازی کسی تھان پر بند موڈ یاد آئے تو بے ٹھہرا دیا۔ اب حدیث خواں صاحب (حدیث خوان حسینؑ) نے جو بیٹھنے کی جگہ پائی تو لیٹنے کو پیر پھیلا ہے۔ اپنی وقعت جتانے یا کرایہ بڑھانے کی غرض سے لگے نوحہ خوانی کرنے۔

حدیث خوان حسین (صاحب خانہ سے) اجی حضرت قسم ہے خون حسین کی شہر [illegible] میں نواب [illegible] الدولہ بہادر کے یہاں سال گزشتہ میں نے اپنی ذاکری کے جھنڈے گاڑ دیے۔ آپ حضرات کی دعا سے واللہ جتنے ذاکر تھے سب نے کتابیں رکھ دیں۔ اور سکان پکڑ لیے۔ (پنچ۔ معلوم نہیں کس کے)

واللہ وہ وہ نکات بیان کیے کہ سامعین انگشت بدنداں بن گئے اور میر مجلس سمجھے یہ کہہ کے جناب مولانا صاحب قسم ہے قرآن کی یہ تو آج تک کانوں نے بھی نہ سنا تھا۔ (پنچ مبارک ہیں وہ کان جنھوں نے نہیں سنا)

کیا کہوں جناب وہاں بڑے بڑے وسیع النظر اور [illegible] کا مجمع تھا حضرات ذاکرین درجنوں موجود تھے مگر سب کے ہوش دنگ۔ خدا شاہد ہے دانت کھٹے ہو گئے۔ (پنچ۔ ترش کلامی کے باعث)

کیا وہ لوگ میری جان چھوڑتے تھوڑی ہی تھے۔ استغفر اللہ۔ مگر بات یہ ہوئی کہ آخری تاریخ کو میرے مکان سے تار آیا کہ تم فوراً آؤ۔ والدہ تمھاری سخت علیل ہیں۔ بس جناب میں گھبرا گیا اور آخر شب میں نے تیاری کر دی حالانکہ اندر سے بیگم صاحبہ نے بھی ایک ماما کی معرفت کہلا بھیجا ہے کہ مولوی صاحب سے کہو خدا کا واسطہ دو دن اور ٹھہر جائیں۔ مسافر خرچ کی ضرورت ہو وہ مکان بھیجدیں اور ایک مخصوص آدمی جاکر گھر کی خیر صلا لے آئے۔ انکے صاحبزادے الگ لپٹ کر رونے لگے میرا اسباب بھی غائب کر دیا۔ مگر جناب میں کچھ ایسا گھبرایا ہوا تھا کہ کسی طرح نہ رکا۔ جب بیچارے بہت مجبور ہو گئے

تو میرا اسباب بھی منگا دیا اور مجھے اسٹیشن تک جب پہونچانے آئے رخصتی کے نام سے مع بیعانہ ہونے ڈیڑھ سو روپے نیبے اور [illegible] کا پیر دیدیا مگر کچھ پیسے [illegible] جھگڑوں میں پڑ گیا کہ پھر جاتا رہا۔ چلتے وقت محرم کا تبرک اور ناشتہ بقدر ساتھ کر دیا کہ اسٹیشن کے قلیوں کی گرد میں جا نہ پڑ جائے جناب میں کیا کہوں آٹھ دن میں وہاں رہا ہر چیز کی وہ افراط کہ اللہ کی پناہ صبح کو پلنگ سے اٹھتے ہی چائے اور [illegible] بالائی بھیسکے انڈے بنگال [illegible] کیک بسکٹ آتے تھے پھر دوپہر کو کھانے میں طبقات ارض کے پلٹے تو آفتاب کے سمال۔ ماہتاب کی پوریاں۔ [illegible] کے کباب [illegible] کا پلاؤ [illegible] کے ٹکڑے۔ [illegible] کی کھیر۔ گیہوں کی سویاں وغیرہ وغیرہ کہاں تک نام گناؤں کھانا کون مسخرا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے طبیعت سیر ہو جاتی تھی صرف انکے اصرار سے نام کرنے کو دو چار [illegible] کھا کے اٹھ کھڑا ہوتا تھا۔ باقی وہ سب یوں ہی خدمتگاروں کی نذر ہوتا تھا۔

میرا پھر وہیں جانے کا قصد تھا مگر مرزا [illegible] صاحب نے نہ جانے انکو آپ سے کیا خصوصیت ہے کہ مجھے زبردستی آپ کے یہاں بھیجا اور جناب کی بہت ثنا و صفت کی۔ جب مجھے کہیں راستے گلی میں ملتے تھے تو سلام کے پیشتر یہی تقاضا ہوتا تھا کہ مولوی صاحب ابھی آپ وہاں تشریف لے جائیے گا مجھے بھی جناب کے اوصاف حمیدہ سنکر کمال اشتیاق زیارت پیدا ہوا چنانچہ جب حدیث خوانوں کی کھیپ باہر جانے لگی تو میں نے بھی استخارہ کیا اتفاق سے یہیں کے لیے [illegible] آیا۔ حالانکہ نواب صاحب کا ذکر ابھی کر چکا ہوں انکے بہت سے تار اور خطوط میری طلب میں آئے مگر استخارہ سے مجبور ہو گیا۔

غرضکہ یہی بیچارے صاحب خانہ کے دل پر سب جمانے اور اپنی وقعت بڑھانے کی غرض سے وہ وہ کلام [illegible] اور بے پرکی اڑائی کہ اپنے وطن سے مسکن تک جھوٹ کی سڑک [illegible]

بل باندھ دیے وہ پچھے خشمی تقریر سے مرغوب ہونے کا سوال
کر لیا اور کرایہ کی زیادتی کی بھی شکایت اٹھائی۔ میزبان کے
دل پر اگرچہ بسبب زبانی کا فقرہ گیا تو کوئی تاریخ
بھی پڑھنے کو مل گئی۔ پھر کیا ہے سوالی مراد بر آئی۔
حدیث خواں (حدیث خوان) صاحب کی باری کا دن
آیا تو کہیں جا کر طلب کے منتظر بیٹھے، روز تو وقت
سے پہلے ہی امام باڑہ کے سر فرش بن جاتے تھے مگر آج
بلا طلب کھسکنے کا نام نہیں لیتے۔ جب صاحب خانہ
نے اجتماع سامعین کی اطلاع کی اور کہا حدیث خواں صاحب
(حدیث خوان صاحب) نے تسبیح گھما کے نہایت شان بے نیازی
سے پہلے گہرا بار کر آنکھوں سے صاحب خانہ کی
طرف دیکھتے جاتے ہیں اور کنوتیاں بدل بدل کر
صاحب خانہ کے منہ سے فقط بسم اللہ سننے کے
مشتاق ہیں۔ وہ بیچے قطعے بڑھ جانے لگے منبر پر
جانے کی نوبت آئی بہت سے عذروں کے بعد اٹھے
اور منبر پر تشریف لیگئے تسبیح چوم کر جیب میں رکھی
دستی رومال سے منہ پوچھا۔ کئی کھنکار نے
شروع کا منہ بنایا حمیدی نخرے کرنے کے بعد
جبر و قہراً منہ سے فاتحہ کہا۔ کچھ عرصہ تک خود بھی
نہایت مقدس صورت بنائے آنکھیں بند کیے ہوئے
فاتحہ پڑھتے رہے کبھی سر جھکا کے آنکھیں بند کیں
کبھی سر اٹھا کے کھول دیں۔ کبھی اگالدان میں تھوک
صاف کیا کبھی دو چار ٹھنڈی سانسیں لیں۔ اب
آپ گویا کیفیت دیں اور دھیمی آواز سے زیر زبان
عربی نہایت قرأت سے زیر لب کچھ فرمایا۔ جسے
[illegible] نے سنا۔ اہل مجلس یہی سمجھتے رہے کہ ہنوز
خاموشی کا طلسم باقی ہے آنکھیں تسخیر کا سحر ابھی
عمل کر رہی ہیں۔ دفعتہً صلوات کی با آواز بلند
فرمائش کی موصوف کی خاطر سے سامعین نے بھی
اتنی صلواتیں سنائیں کہ موصوف کا مطلب ہو گیا۔
رابطہ صاحب منبر پر لانے کی ترکیبیں شروع ہوئیں
کبھی جھوٹ موٹ منہ بنایا کبھی آواز گرفتہ کر کے
تیمر کی طرح کھسکنے لگے۔ کوئی روئے یا نہ روئے مگر
حدیث خوان صاحب (حدیث خوان صاحب) خود ہی
میری ہونے جزاک اللہ خیر الجزا فرماتے ہیں اور اپنی

کو مشتہروں میں سرگرم ہیں۔ (باقی آئندہ)
ساگر [illegible]

مولانا ہیچ کی نوٹ بک

ناظم وفد انجمن خدام الصوفیہ اطلاع دیتے ہیں
کہ ایک پنجابی اسٹ کی چوٹی کٹوا ڈالی گئی اور اسکا نام
منصور رکھا گیا۔ ہیچ اپنی نسبت سے انہوں نے
ناک چوٹی دونوں کٹوا ڈالیں پھر بھی منصور نہ کہلائے۔

لیجیے حضرت اب خبریں آنے لگیں کہ افغانستان
میں بالشویکوں کا اجتماع ہوا۔ عقلمند اخبار نویسوں
نے سمجھے بوجھے انہیں شائع کرنا شروع کر دیا کوئی
وجہ نہیں کہ ہندوستان کے ہندو اور محب وطن
مسلمان بھی ان خبروں سے چوکنے نہوں۔ ایسی
خبروں کو بعض انگریزی کاغذ اخبار میں جگہ ملنی
چاہیے۔ یہ خبریں انہیں اشخاص کے واسطے تیار ہوتی
ہیں جو کسی نہ کسی بہانہ سے فوجی مصارف میں گولر کا
پھول کروانا چاہتے ہیں۔ اس خبر کا آخری حصہ
یہ ہے کہ افغانی سوساکوں کے منہ میں ہندوستان
دیکھ دیکھ کے پانی بھر آتا ہے۔ ہندوستان وہی
تو ہے جو کبھی مسلمانوں کے تصرف میں تھا۔

ایک غیر معتبر راوی کا قول ہے کہ جاپان جب فرنگ
لیے تیار ہونے لگا تو آپ نے (بزبان حال) پنڈت
مالوی کو ایک پیغام بھیجا "دوست نہ معلوم کیسی
منحوس گھڑی تھی کہ تم نے بودھوں کی طرف
دوستانہ مصافحہ کا ہاتھ بڑھایا۔ ہم تو چلے
اب برما چین اور ہندوستان کے بعض کوہستانی
علاقے باقی ہیں جن میں بودھ رہتے ہیں خدا کے لیے
ادھر رخ نہ کرنا۔ ایک دفعہ اہل ہند نے ہمیں دشمن
سمجھ کے ہندوستان کے سرسبز علاقہ سے نکال باہر کیا
تھا کہیں دفعہ ہندوستانیوں کی دوستی کا بھاگوں
پیرا رنگ لایا ہے"

یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے
ہوئے تم دوست جسکے اسکا دشمن آسماں کیوں ہو

مہمان، اور ہم تو ہندوستان کی لگت میں انہیں خرچ کے
دکر دیتے ہیں اکیلے ہی چلے، خود مختار آپ ہیں۔

ناگپور کا معاملہ بھی حکومت وقت کے تین مہینے میں
کھلی بن کے چرنے لگی ہے جلد بازی نے کھلی اور رنج
میں اختیار نہ کرنے دیا۔ وہ ایک دوستانہ جیل کی
بھولی پٹی رپورٹ پر اعتبار کر لیا گیا۔ اور جب سے
خرس پرستیں سماں پر ہاتھ ڈال دیا، اب وہ سماج کر رہی
ہوتی ہے۔ روسا ہنگ دل ہی دل میں خائف ہیں
کہ تیر بہ تیاری میں جھگڑوں دھرپا ری تو کان کرے
ظاہر بظاہر زنج گری کرنے سے دل کی گرہ کھل نہیں
سکتی، حکومت کو لازم ہے کہ وہ خطا و نسیان خلق
کے سر اس گناہ کو منڈھ دے اور معصومیت کا دعویٰ چھوڑ دے
گزشتہ اعتماد کے واپسی کی یہی راہ ہے

بیچارے شردھانند کا ۱۰ ستمبر [illegible] بیان بھی
غضب کا حسرت آمیز ہے جسمیں آپ آرتھوڈکس رہ چکے
مذہب سوراج (ہندو) ہندوؤں کو آریہ لیگ کی جدت پہنچانا
چاہتے تھے مگر ہمارے بھائی اس زریں کشش متعصبی
میں قدیمی تعصب کا مرثیہ حائل کر دیا گویا سناتن
دھرمیوں پر آپ نے اپنی اصلی غرض کا نہایت کھلا اظہار فرما دیا
آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے پریسیڈنٹ نے اپنے فرض سے
مجھے مایوس کر دیا اور میں مایوس ہو گیا۔ [illegible] کتاب
کے رطب و یابس سے جو کچھ آپ نے منتخب فرمایا ہے اس پر
آمنا و صدقنا کی مہر لگا دی تھی اسے [illegible]
جسکی گردن دبا دو وہی آنکھیں نکالتا ہے۔ پانچوں
سوار اعظم کہتا ہے ؎

کتنے لئے پھرے کرانتا چادر کو کچھ کمیں ہیں
[illegible]

اطلاع:- بیماری منیجر کا مزاج ناساز ہے اگر پرچہ کی
اشاعت میں دیر ہو یا پورٹ حاصل نہ ہو تو ادارہ خیرخواہی
کی وساطت سے ناظرین معاف فرمائیں۔

بعض مضمون نگار اپنی تحریر بے ربط لکھتے ہیں اور بعض [illegible]

[illegible]



"مرتے نہ تو گھر بھر جاتا"

زچہ :- اوہ - آہ -"

ڈاکٹر :- اللہ کو کم چلتی رکھے جنتی چلی جاؤ ۔ الیلی زچا میری خوب بنی - الیلی زچہ میری خوب بنی "

چھیچھو

بقیہ ۱۴ ستمبر ۱۹۲۳ء

نصیبوں کی خوبی دیکھیے ایک ایک معشوق عاشق تن سے سابقہ ہوا ہے فی الحقیقۃ جب کھڑکی بند کرنے کے بعد اس نے اپنی نقاب اتاری ہے تو میری آنکھیں روشن ہو گئیں جیسے بدلی سے چاند نکلا۔ مگر میری طبیعت کا کچھ عجیب ہے لوگوں کو بے تکلفی کرتے دیکھتا ہوں اور خود کسی سے بے تکلف نہیں ہو سکتا۔ مجھے معلوم ہے کہ دوسرا میری جگہ ہوتا تو آپے سے باہر ہو جاتا۔ اس نے مجھے اپنے مکان پر قیام کرنے کی دعوت دی مگر مجھے کسی طرح جرأت نہ ہوئی کہ ٹکٹ گھر پہونچنے کے بعد اس کے سر پر چڑھ دوڑوں۔ ہوٹل میں اترا اور اپنی حالت پر غور کرنے لگا۔ عورت حسین ہے با مروت ہے۔ امیر ہے۔ تعلیم یافتہ ہے۔ درد رسیدہ دل رکھتی ہے۔ مزاج شناس ہے۔ اتنی دیر تک گفتگو کرتی رہی مجھ سے طالب جواب ہوئی۔ کیا عجب ہے کہ بہ رسم زمانہ کے بر حسب عشق جتانا نہ پڑے۔ خیر عشق جتانے کی مصیبت میری شرم برداشت کر سکتی ہے لیکن خدایا اگر پادری کے پاس جانا پڑا۔ شادی کی پوشاک تیار کرانے کے لیے درزی کی دوکان تک جانے کی آفت پڑی تو کیا ہوگا۔ کس زبان سے پادری کو بتاؤں گا کہ حضرت میرا نکاح ہے پھر دولھن کو ساتھ لے کر گرجا میں کیونکر کھڑا ہوں گا۔ حجاب دلھن کی بیچارگی کس دل سے دیکھوں گا۔ دیکھیے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ ان خیالات کے باوجود معلوم نہیں وہ کونسی قوت تھی جو کشاں کشاں مجھکو ان کے در دولت پر کھینچ لے گئی۔ آہ مجھے دیکھتے ہی گویا کی طرح استقبال کی غرض سے بی صاحب جھپٹیں وہم تھی کہ ہاتھ کے قدموں پر لوٹ جائیں مگر ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیے۔ ٹھنڈی سانس بھری اور فرمایا۔ تم پیارے ظالم تیری آن اور ادا پر بندی قربان ہے تم کیا آئے مجھے ہوا نہیں خانساماں کو گھنٹی بجا کر بلایا اور ناشتہ لانے کا حکم دیا۔ چہرے ہی کی گرد لے کر ہاتھ کی طرح پکڑ کے کرسی پر بٹھایا۔ چائے اپنے دست نازک سے پلائی کیک کے نوالے بھی خود ہی میرے منہ میں ڈالے۔ ہر ایک کام جو میں شرم کے مارے نہ کر سکتا تھا انھوں نے انجام دیا۔ میرے دل کو کسی قدر سکون ہوا اور آس بندھی کہ یہ عورت میری تیز طبیعت کا توڑ خوب جانتی ہے اگر چراغ لے کے بھی ایسی عورت کو ڈھونڈھوں گا تو نہ ملے گی۔ کوئی کام مجھے نہیں کرنا پڑے گا۔ شادی ہو چکی تو گھر بار کا سارا اہتمام خود ہی کرے گی کمانے کی بجائے فرض تقسیم پوری کرنے کی مصیبت بھی مجھ پر نہ پڑے گی۔ وہ خود مالدار ہے۔ مکان دیکھیے کیا عالی شان۔ گاڑی گھوڑا کس قدر موجود ہے نوکر کتنے با سلیقہ ہیں۔ کاٹھ کی پتلیوں میں آواز نہیں ہر حکم کی تعمیل خاموشی کے ساتھ جھٹ پٹ ہو جاتی ہے۔ غرض چائے پینے کے بعد تفریح کی ٹھہری۔ موجود ہے کا جوڑا ایک چپت دوسرا سست ایک تیز و طرار دوسرا انوکھا بے زبان ایک گرم جوش دوسرا سرد مہر ایک چرچرا دوسرا ڈھیلا ڈھالا ایک بانوکی دوسرا گون متحون ایک سرکش دوسرا سرنگوں ایک سفاک دوسرا حلیم غرض بالکل تباین پھر بھی گاڑی پر بیٹھ گیا۔ کوچ میں زرق برق وردی ڈانٹے کوچبکس پر بیٹھا ہوا گھوڑا ہنکانے لگا۔ تھوڑی دور آگے بڑھے تھے کہ چھیڑ چھاڑ شروع ہو گئی۔ انھوں نے گدگدایا مجھے پسینہ آ گیا انھوں نے ہاتھ دبایا میں رشتہ خطمی ہو گیا۔ انھوں نے گردن میں ہاتھ ڈالے شرم و حجاب نے میرا منہ موڑا انھوں نے ٹھوڑی پکڑ کر ہاتھ سے گردن اونچی کی۔ میری آنکھیں زمین میں گڑ گئیں انھوں نے بوسہ لیا مجھ سے یہ بھی کہا گیا۔ کہ دیکھو گلی میں کوئی دیکھ نہ لے ہم میں بدنام ہو جاؤں۔ انھوں نے تنگ بغلگیر کیا میرے ہونٹ نہ ملنے لگے کہ دیکھو میری آبرو جاتی رہے گی؟ غصہ ور زمانہ گرم تھا کہ بی صاحب نے فرمایا تم پیارے چھیچھو دیکھو میں تمہارے دل کا حال جانتی ہوں تم محبت جتاتے جھینپتے ہو تمہاری مرضی یہ ہے کہ کوئی خود ہی محبت جتائے تمھارا دل چاہتا ہے کہ مردوں کی طرح پیار اخلاص کرو مگر شرم دامنگیر ہے تم زبان سے کچھ کہنا نہیں چاہتے پھر بھی ہوشیار آدمی سمجھ سکتا ہے کہ تم محبت والے ہو دل اچھے ہو۔ میں نے تمہاری طبیعت کو اچھی طرح بھانپ لیا ہے انشاء اللہ تمہیں گڑیا کی طرح سنوار کے طاق پر بٹھا دوں گی۔ شادی کی پوشاک اپنی اور تمہاری میں ہی سلواؤں گی۔ پادری کا انتظام بھی خود کر لوں گی۔ اے ہاں تم اگر شرم کے مارے اپنی شادی کا پیام مجھے نہیں دے سکتے تو کیا میں ایسی نخی ہوں کہ تمہاری چتون سے دل کا حال نہ تاڑ سکوں۔ دیکھو پادری کو اِل یار ڈ سے کہوں گی۔ مگر پیارے تم اپنی زبان سے صرف "ہاں" یا "نہیں" تو کہو کہ دل کو صبر آ جائے۔ سچ کہو میں نے تمہاری طبیعت کی کتاب اچھی طرح پڑھی ہے یا نہیں۔ اچھا بولو پادری کا انتظام کیا جائے؟

بات معقول تھی پی گئی تھی دل میں کہتے ہی بن پڑی مگر آستین سے مارے شرم کے منہ بھی چھپانا پڑا۔ اقرار محبت تعین تاریخ کے جواب میں کرنا ہی حق حاصل تھا کہ جو چاہتیں کرتیں۔ دونوں ہاتھ پھیلا لے جیٹ سے تجربہ کو تر تو دیا۔ آنکھیں بچھا کر دکھائی کہ مجھے بوکھلا دیا آنکھوں کے نیچے اندھیرا چھایا صرف اتنا خیال ہے کہ انگیری کے اثنا میں کئی بار ان کا ہاتھ سینے اور کرٹ کی پاکٹ تک آیا۔ ایک باغ قریب تھا۔ گاڑی وہاں تھمی ہم دونوں اترے۔ اتنے میں بی صاحب نے کہا کہ تم ٹھہرو میں گاڑی پر ایک چیز بھول آئی ہوں ابھی آتی ہوں میں ایک درخت کے نیچے تپائی پر بیٹھ گیا۔ اور گھنٹوں بیٹھا رہ گیا۔ بی صاحب نہ آج آتی ہیں نہ کل۔ مجبور تلاش کرنے اٹھا۔ وہاں بھیروں ناچ رہا تھا۔ شاید پادری کول یارڈ کو بلانے گئیں یا درزی کی دوکان پر پوشاک قطع کرانے میں دیر ہوئی۔ آخر پارک سے نکلا۔ ایک گاڑی کے پیچھے دوڑا کہ شاید انھیں کی سواری ہو۔ کوچبکس سمجھا کہ کوئی اٹھائی گیر دست بردی کی تاک میں ہے جیسے ہی میں قریب آیا ایک کوڑا جھٹکا کا تو شیدہ ہاے کرکے وہیں بیٹھ گیا۔

سولھواں باب

"دیا نہ جوتا اللہ میاں نے دیا پوتا"

اتفاقاً ایک گاڑی کرایہ کی اُدھر سے جا رہی تھی میں نے اسے روکا ہوٹل کا پتہ دیا گاڑی روانہ ہوئی تھیا نگاہ میں پہونچتے ہی مجھے معلوم ہوا کہ اِن فقیری نے نقد دل کے علاوہ پانچ سو روپیہ کی رقم بھی گم کرا دی ہے۔ لاحول ولا قوۃ یہی وہ سرمایہ تھا جو کان پکڑے کے سروے میں جیب میں ہاتھ لگا۔ خیر جیوں تیوں گاڑی کا کرایہ ادا کیا۔ بعض مہرباں مسافروں نے ترس کھا کے پولیس میں خبر کی۔ لیکن وہ بیوہ بی بی الوپ ہو گئیں آخر سونے کی گھڑی بیچ کے وطن کی راہ لی۔ ایشیائی شاعر معشوق کو جو کہتے ہیں واللہ سچ ہے ارے کمبخت نے کیسی تگارٹ کی ایسا اُلو بنایا کہ عمر بھر یاد رہے گا مٹت تری حرافہ کی ایسی تیسی۔ عمر بھر کے بعد ایک مزاج شناس ملی تو وہ بھی گئی۔ خیر اب تو وطن کا سودا نظر آ رہا ہے دل مطمئن ہے کہ آغوش مادر میں پہونچتے ہی ساری کلفت مٹ جائیگی دو دن دو ایک رات برابر سفر کرتا رہا۔ بائبل ٹون کوئی چالیس میل باقی ہے۔ میں وہی سوانحیری کے شکست باب عالم تصور میں پڑھ رہا ہوں یہ خبر نہیں ہے کہ کون آیا کون گیا اتنے میں میرے بستر کے قریب سے آواز آئی "ٹھوں ٹھوں" لاحول ولا قوۃ یہ کیا آواز بے ہنگام ہے کہیں خوبصورت بیوہ کی ہم آغوشی نے میری کایا تو نہیں پلٹ دی صحبت کے اثر سے نسائیت نے تو نہیں حملہ کیا جو پیٹ رہ گیا ہو اور عالم بےخبری میں بچہ ہو پڑا۔ مگر نہیں بچہ کی والدہ صاحبہ بھی موجود ہیں۔ دل میں آئی کہ پوچھوں آپ کون بلا ہیں میرے بستر پہ آپ کو تشریف رکھنے کا کیا حق ہے۔ کیا اور کوئی خالی جگہ کمرے میں موجود نہیں مگر ہائے عورت پھر قابل رحم ہے چاہے صورت شکل جیسی ہو یا نہ ہو مرد کا فرض ہے کہ عورت کو دیکھتے ہی ریشہ خطمی ہو جائے۔ خیر خون کا گھونٹ پی کے چپ ہو رہا۔ بچہ صاحب تالو سے زبان نہیں لگاتے ٹھوں ٹھوں کی صدا سے کان کے پردے زنجا خانہ بنے جاتے ہیں۔ والدہ مکرمہ دودھ کی شیشی منھ سے لگاتی اور دھر کی بچہ کبھی خوش ہوتی ہیں وہ بندۂ خدا روتے ہوئے جاتا ہے کیسے بہلایا جاتا ہے۔

میں جب شش و پنج میں ہوں اگر بے روتی کرتا ہوں تو لوگ بدظن ہو جائینگے، اگر خاموش رہتا ہوں تو لونڈا روتے روتے جان نکالے لیتا ہے۔ آخر جھپٹی کھا کے لونڈے کی وحشت کو رام کیا۔ اتنے ہی التفات میں پایا تو صاحبزادے جیکوں پیکوں رو رہے تھے یا میری حرکت اس طرح ٹکٹکی باندھ کے دیکھنے لگے گویا خون کا جوش ہے۔ اب تو بی صاحب میرے اعجاز کی قائل ہوئیں اور لگیں تعریفیں کرنے "واہ صاحب واہ۔ آپ کو بچے بہلانے میں کمال ہے۔ یہ بدنصیب بچہ کسی کی نہیں سنتا لاکھ کوئی بہلائے۔ مگر یہ معجزہ آپ کی ذات سے مخصوص ہے کہ چپ بیٹے کی جان کو مسخر کر لیا۔ اسے کچھ کیسا چپکا صورت دیکھ رہا ہے جیسے برسوں کی ملاقات۔ بات یہ ہے کہ اسکا باپ بالکل آپ ہی کی شکل کا ہے (بچہ سے) پیارے یہ تمھارے ابا ہیں (تھپکی دے کے) ابا پاس جاؤ گے؟" اتنے میں گاڑی رکی۔ گارڈ نے آواز دی "ناشتہ کے لیے دس منٹ" خانساماں نے گھنٹی بجائی۔ بی صاحب نے میری طرف حسرت سے دیکھا اور کچھ شرما لجا کے فرمانے لگیں "حضرت ہمسفر کیا آپ اُتر جائینگے؟"

"میں:- نہیں۔ میرا مکان اب دور نہیں ہے۔ گھر ہی پہونچ کر کھانا کھاؤں گا۔"

یہ عورت میری طرف سے منھ پھیر کے بچہ سے کہنے لگی "پیارے میری سفارش کرو اگر یہ حضرت مسافر تھوڑی دیر کے لیے تمھاری نگرانی کریں تو میں بھی کچھ کھا پی لوں۔ اللہ جانتا ہے بہت بھوک لگی ہے" نہیں معلوم کہ لڑکا ہمکا یا بی صاحب نے میری طرف اُسے جھکا دیا۔ صاحبزادے بے اختیار مجھپر جھک پڑے۔ یہاں تو شرم نے کچھ کہنے نہ دیا بی صاحب اپنی بلا میری گود میں دے کے چل دیں۔ صاحبزادے میری گود میں ہاتھ پاؤں مارنے لگے۔ آغوں۔ آغوں۔ کبھی گُگھیا سا منھ کھولا۔ کبھی انگوٹھا منھ میں ڈال کے چوسا۔ کبھی کرتا منھ میں رکھ لیا۔ بی صاحب رفتہ رفتہ ریسٹورانٹ روم میں کھانے پر ہاتھ صاف کرتی ہوں گی۔ خوش باش مسافر گھستے نکلتے رہے تھے۔ زنانہ مسافر کا کمرہ سامنے تھا۔ ایک عورت کھڑکی سے باہر نکالتی اور میرا منھ چڑھاتی۔ دوسری منھ بنا کے تکاتی اور عجیب نگاہ سے مجھے دیکھتی گویا میں کوئی سحر و جادو کر رہا تھا۔ صاحبزادے کی والدہ محترمہ کو گئے ابھی آدھا منٹ بھی نہ ہوا تھا کہ صاحبزادے بسورے ہاؤ جھرکا ہونٹ نکل پڑا ایک چیخ ایسی ماری کہ میرے تو ہوش گم ہوئے۔ واللہ عجب حرامی لونڈا تھا۔ لاکھ لاکھ چمکارتا ہوں "میاں ہیں۔ غوں غوں غاغیاں ہائے ہائے کرتے تھے" ہائے۔ رکتا ہی نہیں۔ سے لگایا اللہ اللہ بچہ کے کان کا ٹوں ناک کی میرا جبڑا رونے میں رونے نہ دوں آئے سوداگر میں گھوڑا لے دوں (سوداگروں کا قہقہہ) ہائے کیا غضب ہے جان ہے تو لونڈا کسی طرح چپ نہیں ہوتا۔ کچھ کہتا ہوں تو عورتیں ہنستی ہیں شرم آ جاتی ہے گھڑی بک چکی تھی پاکٹ کا قطب نما پاس تھا اسلیے صاحبزادے کے ہاتھ میں دیا کہ شاید اسکی چمک سے تسکین ہو صاحبزادے نے قطب نما ہاتھ سے لیتے ہی منھ میں رکھ لیا۔ یہ قطب نما چکا گر میں بڑی محنت سے تیار کرایا تھا اسکی پشت پر میری تصویر تھی خیال تھا کہ منگنی بیوہ کو تحفہ دونگا مگر اسکی نوبت نہ آئی۔ صاحبزادے کے دانت نکل رہے تھے دانتوں کی صناعی نے اس خوبصورت تحفہ کے نقش و نگار میں بہت اضافہ کیا۔ اب یہ اس قابل نہیں ہے کہ پھر کسی خوش نصیب کو دیا جائے۔ آپ جانیے قطب نما کوئی تھن تو ہے نہیں کہ دودھ کی سوت بہے لونڈے نے دو چار دانت لگا کے جیوں کا تیوں اگل دیا اور پھر وہی "ہیاؤں ہیاؤں شاؤں شاؤں" آخر میں نے سکونڈا نو پر دودھ لٹا دیا اور تھپکنے لگا۔ مگر یہ بھی بے سود آخر گود میں لیکے ٹہلنے لگا پیٹ کو کافی حرکت ہو چکی تھی صاحبزادے کے دونوں سوتے جاری ہو گئے۔ منھ سے جا بجا دودھ کو شیر گرا اور پیٹ سے سبز رنگ کا چھینٹا چھینٹا دو تھلوں پر

رجسٹرڈ نمبر ا۔ ۷۸۳ ۔ اودھ پنچ لکھنؤ

امراض وبائیہ و بالخصوص ہیضہ سے بچنے کے تدابیر

اطبائے دواخانہ معدن الادویہ کا بیش بہا مشورہ

۱۔ [illegible]
۲۔ [illegible]
۳۔ [illegible]
۴۔ [illegible]
۵۔ [illegible]
۶۔ [illegible]
۷۔ [illegible]
۸۔ [illegible]

ہر قسم کا طبی مشورہ بلا کسی فیس کے حاصل ہو سکتا ہے

منیجر دواخانہ معدن الادویہ ۔ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ۔

شرائط ایجنسی

(۱) [illegible] قیمت پیشگی جمع کرنا ہوگا۔
(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دی جائے گی
(۳) [illegible] پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائے گی
(۴) بحساب [illegible] فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور [illegible] کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔
علاوہ [illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اودھ پنچ لکھنؤ

(۱) [illegible]
(۲) [illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ایک فلسفی
یعنی

[illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ناظر المطابع [illegible] وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ [illegible] محمد ممتاز حسین [illegible] شائع ہوا